3. Sahni, M.R. & Khan, E. 1964, Stratigraphy, Structure and Correlation of Upper Shivaliks east of Chandigarh Pal. Soc. Ind. Journ. Vol. 4

4. Evernden, J.F. 1964, Potassium argon and Cenozoic mammallin et.al. Chrology of North America Amer Journ. Sci. Vol 262

5. Black, D. 1929, Preliminary note on additional Sinanthropus material discovered choukoutien. Bull. Geol. Surv China.

6. Weidenreich, F. 1936, The mandibles of Sinanthropus pekinensis: a comparative Study. Pal Sinica, Sr, D, Vol. 7.

7. Vallois, H. 1941, Nomenclature anthropologique. Revue Scientifique

8. Khan, E. 1968, Are mammals immigrant to India? Ann. dept. Geol M.U. Aligarh Vol. 4

9. Schoetensack, O. 1908, Der Unterkiefer des Homo heidelbergensis aus den

Sanden von Mauer bei Heidel-
-berg. Leipzig.

10. Virchow Hans, 1920, Die menschlichen Skeletreste aus dem Kampfeschel bruch im travertin von Ehringsdorf bei Weimar.

11. Khan, E. 1968, Pleistocene Stratigraphy of India. Ann. Dept. Geol M.U. Aligarh, Vol. 4.

12. King, W. 1864, The reputed Fossil man of the Neanderthal Quart Journ Sci. P. 6.

13. Burkitt, M.C. 1969, The old Stone. Rupa & Co P. 108-109.

14. Marston, A.T. 1936, Nature

15. Vallois, H.V. 1949, Lorigine de l Homo Sapiens Vol. 228.

16. Clark, J.G.D. 1936, The Mesolithic Settlement of Northern Europe. Cambridge

17. Burkitt, M.C. 1926, Our early ancestors Cambridge.

ایران میں چند روز

(۲)

سعید احمد اکبر آبادی

لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت امام حسین کی کسی صاحبزادی کے ساتھ جناب قاسم کے نکاح کا واقعہ محض ایک افسانہ ہے اور تاریخی طور پر اس کی کوئی سند نہیں ہے۔ اس کو سب سے پہلے انوار سہیلی اور اخلاق محسنی کے نامور مصنف ملا حسین واعظ کاشفی المتوفی ۹۱۰ھ نے اپنی کتاب روضۃ الشہداء میں بیان کیا ہے۔ اس کتاب کا جو حصہ واقعات کربلا سے متعلق تھا وہ شیعہ حضرات میں اس درجہ مقبول ہوا کہ مجالس عزا میں گھر گھر پڑھا جانے لگا۔ فضلی نے کربل کتھا کے نام سے اس کا اردو ترجمہ کیا تھا جو جناب مالک رام صاحب اور پروفیسر مختار الدین احمد آرزو کی تحقیق و ترتیب سے چند برس ہوئے شائع ہو چکا ہے۔ روضۃ الشہداء کی مقبولیت کی دلیل اس سے زیادہ اور کیا ہو گی کہ کتاب کے نام کی مناسبت سے عزا خوانی کا نام ہی روضہ خوانی ہو گیا اور جو واقعات اس میں درج تھے وہ ایران اور ہندوستان میں زبان زدِ عوام و خواص ہو گئے۔ لیکن جب خود شیعہ محققین علما نے اس کتاب کا تحقیقی اور تنقیدی جائزہ لیا تو انھوں نے جن واقعات کی صحت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ان میں ایک یہ واقعہ بھی تھا چنانچہ علامہ الحاج میرزا حسین النوری الطبرسی المتوفی ۱۳۲۰ھ جو شیعہ مذہب کے اعیان علماء اور بلند پایہ محققین و مصنفین میں سے ہیں اپنی تصنیف "کتاب اللؤلؤ والمرجان" مطبوعہ لکھنؤ میں لکھتے ہیں:

"وازجملۂ آنہاست قصۂ عروسی قاسم کہ قبل از روضہ در ہیچ کتابے دیدہ نشدہ۔ از عصر شیخ مفید تا آں عصر کہ بحمد اللہ مولفات اخبار ایشاں در ہر طبقہ فعلاً موجود۔ ابداً اسمے ازاں دراں کتب بردہ نشدہ۔" ص ۱۴۵ و ۱۴۶

علامۂ موصوف آگے چل کر لکھتے ہیں کہ جب یہ ہی ابھی ثابت نہیں ہے کہ واقعۂ کربلا کے وقت امام حسین کی کوئی صاحبزادی بیاہ کے قابل تھیں تو پھر اس واقعہ پر کیونکر اعتماد کیا جاسکتا ہے۔

دوسرے دن مارچ کی ۱۷ اور محرم الحرام کی دسویں تاریخ تھی۔ ایران میں سرکاری طور پر صرف دو دن یعنی ۹ اور ۱۰ محرم کی تعطیل ہوتی ہے۔ چنانچہ کل کی طرح آج بھی چھٹی ہے۔ تمام دفاتر، کارخانے، دکانیں اور بازار بند ہیں، مکانوں اور دکانوں پر جگہ جگہ سیاہ جھنڈیاں لہرا رہی ہیں، اور کپڑوں پر "یا حسین" یا شہادت سے متعلق کوئی اور عبارت عربی یا فارسی میں لکھی ہوئی ہے۔ اس روز مشہد میں ماتم کی تقریب کس طرح منائی جاتی ہے اور اس میں کیا کیا ہوتا ہے؟ ہم کو یہ سب کچھ دکھانے کا خاص انتظام کیا گیا تھا۔ چنانچہ صبح کو نو بجے کے قریب وائس چانسلر اور بعض اساتذہ ہوٹل تشریف لائے اور ہم کو ساتھ لے کر آستان قدس پہونچے۔ یہاں بالائی منزل کی ایک شہ نشیں میں جہاں سے آستان قدس کے نہایت وسیع صحن کا پورا منظر نظر آتا تھا۔ ہم سب کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ ہم نے یہاں دیکھا کہ سینکڑوں انسانوں کی ٹولیاں مختلف محلوں اور جماعتوں کی طرف سے سیاہ لباس میں ملبوس ماتم کرتی، سینہ کوبی اور مرثیہ خوانی کرتی ہوئی ایک معین دروازہ سے صحن میں داخل ہوتی اور آخر روضۂ مبارک پر پہونچکر منتشر ہو جاتی تھیں۔ بہت سے لوگوں کے ہاتوں میں لوہے کی زنجیریں بھی تھیں۔ میں نے لہولہان ہوتے تو کسی کو نہیں دیکھا۔ لیکن زنجیریں اس زور سے مارتے تھے کہ جسم کا بالائی حصہ سُرخ ہو جاتا تھا۔ ہر ٹولی میں کچھ ایسے بھی ہوتے تھے جو روضہ تک پہونچتے پہونچتے بیہوش ہو کر گر پڑتے تھے۔ ان لوگوں کے لئے حکومت کی طرف سے جگہ جگہ سپاہی متعین تھے جو فوراً ان کو اٹھا کر ایک طرف کر دیتے اور ان کو ضروری طبی مدد پہونچاتے تھے۔ ہم یہاں تین ساڑھے تین گھنٹے بیٹھے ہوں گے۔ لیکن ہم نے دیکھا کہ ماتم گساروں کا تانتا ایک سکنڈ کے لئے نہیں ٹوٹا۔ یہ سب جوان عمر تھے۔ خال خال کم عمر بچے بھی نظر آتے تھے۔

البتہ کوئی عورت یا عمر رسیدہ شخص ان ٹولیوں میں شریک نہیں تھا۔ ہندوستان میں ہم لوگ ان دنوں میں تعزیہ داری، تعزیہ برداری اور علم وغیرہ دیکھنے کے عادی ہیں۔ نگاہ ان چیزوں کو یہاں بھی ڈھونڈتی رہی۔ بلکہ غالب خیال تھا کہ یہ چیزیں یہاں زیادہ شاندار اور شوکت و طمطراق کے ساتھ ہوں گی۔ لیکن معلوم ہوا کہ علم کا جلوس اور تعزیہ قسم کی کوئی چیز ایران میں کبھی نہیں ہوئی۔ یہ صرف ہمارے ملک کی ایجاد ہے اور اسی میں محدود ہے۔

دوسرے دن یعنی ۱۹ر مارچ سے جشن ہزار سالہ کا آغاز ہونا تھا، صبح کے وقت ناشتہ کے لئے ڈائننگ ہال میں گئے تو معلوم ہوا کہ شب میں پاکستان سے پروفیسر صغیر حسن معصومی، اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ اسلام آباد اور افغانستان سے پروفیسر عبدالحی حبیبی بھی آ گئے ہیں۔ حبیبی صاحب جو افغانستان کے ارباب علم و تحقیق میں ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں اور جنھوں نے اسلامی تصوف کا مطالعہ دقت و وسعت نگاہ سے کیا ہے۔ ان سے تو یہ ملاقات پہلی ہی تھی۔ لیکن پروفیسر معصومی سے دیرینہ اور مخلصانہ تعلقات ہیں۔ گذشتہ جون میں پندرہ سولہ برس کے بعد ہم دونوں اسلام آباد میں ملے تھے۔ اس کے بعد ان سے دوسری ملاقات اگست ۶۹ء میں کلکتہ میں ہوئی اور اب تیسری مرتبہ ایران میں ہو رہی تھی۔

گیارہ بجے کے قریب مشہد یونیورسٹی کے میڈیکل کالج کے اسمبلی ہال میں جو اپنی عمارت اور نہایت قیمتی فرنیچر کے باعث نیویارک میں مجلس اقوام متحدہ کا اسمبلی ہال معلوم ہوتا تھا، کانفرنس کا افتتاح ہوا۔ پہلے قرآن مجید کی تلاوت ہوئی۔ اس کے بعد شہنشاہ ایران آریہ مہر کا خصوصی پیغام پڑھکر سنایا گیا۔ پھر وائس چانسلر اور پرنسپل آلہیات کالج اور سکریٹری جشن ہزار سالہ کی رسمی اور استقبالی تقریریں ہوئیں۔ شہنشاہ کے علاوہ عالم اسلام سے جو پیغام آئے تھے وہ پڑھکر سنائے گئے اور کانفرنس کی صدارت کے لئے الاستاذ علال الفاسی منتخب کئے گئے اور یہ افتتاحیہ جلسہ برخاست ہو گیا۔

کانفرنس کی تاریخیں ۱۹ر سے ۲۲ر تک تھیں اور مندوبین اور ان کے مقالات کثرت سے تھے۔ اس بنا پر پہلے سے یہ طے کر لیا گیا تھا کہ مقالات کو مختلف سکشنوں میں تقسیم کر دیا جائے اور ہر سکشن میں اس کے متعلقہ مضامین پڑھے جائیں۔ ان پر بحث و گفتگو ہو اور پھر ان میں جو مقالات منتخب ہوں ان کا خلاصہ

کانفرنس میں پڑھکر سنادیا جائے۔ اس قرارداد کے مطابق مقالات مندرجۂ ذیل چھ حصوں میں تقسیم کئے گئے:

(۱) گروہ تفسیر وعلوم قرآن

(۲) گروہ فقہ واصول ومسائل حقوقی

(۳) گروہ حدیث ورجال وتراجم

(۴) گروہ کلام، فلسفہ، ملل ونحل

(۵) گروہ تاریخ وادب

(۶) گروہ کتاب شناسی

صبح کے اوقات میں سکشنوں کے جلسے ہوتے تھے، ہر سکشن کا صدر، سکریٹری اور رپورٹر جدا جدا تھے، اور کبھی صبح کو آخر اوقات میں اور کبھی سہ پہر کو ایک نہایت عظیم الشان ہال میں کانفرنس کا انعقاد ہوتا تھا جس میں منتخب مقالات کے خلاصے سنائے جاتے تھے۔ چونکہ میرے مقالہ کا عنوان تھا: "الشیخ الطوسی ومنہجہ فی تفسیر القرآن"[1] اس بناپر میرا تعلق گروہ نمبر ایک سے تھا اور میرا مقالہ سرفہرست تھا۔

موصولہ مقالات کی مجموعی تعداد چھیاسی تھی۔ جن میں سے گروہ اول میں سات، دوم میں گیارہ، سویم میں سولہ، چہارم میں چودہ، پنجم میں ستائیس اور ششم میں گیارہ مقالات تھے۔

سب کی فہرست نقل کرنا تو دشوار ہے اور ضروری بھی نہیں۔ اس لئے ہم پہلے ان مقالات کی فہرست لکھتے ہیں جن کا خلاصہ کانفرنس میں پڑھکر سنایا گیا، اور اس کے بعد جو مقالات وقت کی تنگی یا صاحب مقالہ کی غیر موجودگی کے باعث کانفرنس میں پیش نہیں کیے جاسکے ان کی ایک منتخب فہرست لکھیں گے۔

(۱) جو مقالات کانفرنس میں پیش ہوئے:

---

[1] یہ مقالہ عربی زبان میں باریک ٹائپ میں سولہ فلسکیپ صفحات پر پھیلا ہوا تھا۔ اُس وقت دوسرے مقالات کے ساتھ سائکلو اسٹائل کراکے تقسیم کر دیا گیا تھا۔ اب مشہد یونیورسٹی کی طرف سے مجموعۂ مقالات میں چھپ رہا ہے۔ اس کا اردو ترجمہ بھی عنقریب برہان میں شائع ہوگا۔

(الف) گروہ قرآن وتفسیر :

(۱) الشیخ الطوسی ومنہجہٗ فی تفسیر القرآن — سعید احمد اکبر آبادی

(۲) بررسی شیخ طوسی در تفسیر — ڈاکٹر حسین کریمان (طہران)

(۳) عرض للاتجاہ اللغوی فی تفسیر التبیان — ڈاکٹر آیت اللہ زادۂ شیرازی

(۴) شان نزول آیات در تفسیر تبیان — ڈاکٹر محمد باقر محقق (طہران)

(ب) گروہ فقہ، اصول ومسائل حقوقی :

(۱) جنبہ ہائے حقوقی شیخ طوسی — پروفیسر چارلس ایڈم (کناڈا)

(۲) دستہ بندی اعمال ووظائف
الناس از نظر شیخ طوسی — پروفیسر کرف (جرمنی)

(۳) شیخ الطائفہ وجملۃ من فتاوی الفقہیۃ — پروفیسر صغیر حسن معصومی (پاکستان)

(۴) شیخ طوسی وحقوق تطبیقی — ڈاکٹر محمد خزائلی (الاعمی) (تہران)

(۵) اجتہاد وقیاس در مذاہب اسلامی — پروفیسر مرتضی مطہری (تہران)

(۶) اجتہاد وقیاس در مسلک اصولی واختیاری — پروفیسر جواد تارا (تہران)

(ج) گروہ حدیث ورجال وتراجم

(۱) شیخ الطائفہ ابو جعفر الطوسی : حیاتہ ومولفاتہ : — ڈاکٹر محمد اقبال انصاری (علی گڈھ)

(۲) شخصیت شیخ طوسی : — الحاج سید محمد باقر سبزواری (تہران)

(د) گروہ کلام، فلسفہ، ملل ونحل :

(۱) توجیہ قاعدۂ لطف بعقیدۂ شیخ طوسی — شیخ محمد تقی جعفری (تہران)

(۲) حس لامسہ بعقیدۂ ابن سینا در روان شناسی شفاء
آقائے اکبر دانا سرشت سابق صدر دیوان عالی تہران

(ہ) گروہ تاریخ وادب :

(۱) دور العلماء الایرانیین فی الثقافة والمعارف الاسلامیہ

پروفیسر اسماعیل یعقوب (انڈونیشیا)

(۲) تاریخ عند العرب واثر الایرانیین فیہ — ڈاکٹر صلاح الدین المنجد (لبنان)

(۳) عصر شیخ طوسی — استاد محیط طباطبائی (ایران)

(و) گروہ کتاب شناسی:

(۱) مخطوطات طوسی در ترکیہ بزبان عربی وفارسی — پرنسپل عبدالقادر قرہ خانہ (ترکی)

(۲) معرفی چہار فرہنگنامۂ کلامی از شیخ طوسی ودیگران

آقائے محمد تقی دانش پژوہ (تہران)

(۳) معرفی رسائل کلامی شیخ طوسی — آقائے سید محمد علی روضاتی (اصفہان)

(۴) نسخہائے خطی کتب شیخ طوسی — آقائے سید صالح شہرستانی (ایران)

(۲) اب رہے وہ مقالات جو کانفرنس میں پیش نہ ہو سکے۔ ان میں سے چند اہم یہ ہیں:

(۱) فقہائے ایران قبل الطوسی — ڈاکٹر محمد حمید اللہ (پیرس)

(۲) بررسی ترجمۂ شیخ طوسی در آثار فارسی — آقائے سید محمود کاغگی (ایران)

(۳) سیر تدوین حدیث تا عصر شیخ طوسی — آقائے الحاج میرزا خلیل کمرہ ای (ایران)

(۴) مکتب کلامی وآثار شیخ طوسی وآرائے اختصاصی وے درین علم

استاذ علال الفاسی (مراکش)

(۵) نکاتے از فہرست شیخ طوسی مربوط بہ تاریخ عصر اولیہ امامت

پروفیسر واٹ منٹگمری (کیمبرج۔ انگلینڈ)

(۶) معماری اسلامی در دورۂ سلجوقیان — پروفیسر ما بیرون اسمتھ (امریکہ)

(۷) ادبیات فارسی بزبان عربی در دورۂ شیخ طوسی — پروفیسر میکائیل زند (ماسکو)

(۸) بلخ یکے از پایگاہہائے علوم اسلامی — پروفیسر عبدالحی حبیبی (افغانستان)